OPEN ACCESS: “*EPISTEMOLOGY*”
eISSN: 2663-5828; pISSN: 2519-6480
Vol.14 Issue 15 June 2024

سوشل میڈیا پر اشاعت حدیث کے اثرات

A STUDY ON EFFECTS OF PUBLISHING HADITHS ON SOCIAL MEDIA

Dr. Syeda Sadia
Associate Professor. Govt. College for Women University, Sialkot.

Ms. Ayesha Shabbir
Lecturer, Govt. College for Women University, Sialkot.

Abstract: In the modern era, human beings have made tremendous progress in every field, among them is the development of mass media. Rather, it will better to say that development has improved in way of communication fastly and accurately as compared to other fields. Now, many media have come into existence, but there is no precedent for the amount of acceptance received by effective and fast communication media like social media. On social media, people convey one thing to another with lightning speed. Whether it is a verse or a hadith, it has become possible for everyone to access it without any difficulty. Especially the publication and advertisement of Islamic content and hadith on social websites have improved significant effect on everyone , these impacts are both positive and negative. Here we will discuss these impacts and responsibilities of scholars in this regard.

Key Words: Communication, Social Media, Publication of Hadith, Islamic Content

دورِ جدید میں انسان نے ہر شعبے میں بے پناہ ترقی کے مدارج طے کیے ہیں، ان میں ایک ذرائع ابلاغ کی ترقی بھی ہے۔اس بات میں کوئی شک نہیں دوسرے شعبوں کی بہ نسبت ابلاغ کے شعبے میں ترقی کی رفتار بہت تیز اور موثر رہی ہے۔اب تو ابلاغ میں کئی ذرائع معرضِ موجود میں آچکے ہیں لیکن جتنی پذیرائی سوشل میڈیا جیسے موثر اور تیز رفتار ابلاغی ذرائع کو حاصل رہی اس کی نظیر نہیں ملتی۔سوشل میڈیا پر لوگ برق رفتاری کے ساتھ ایک شے کو دوسرے تک پہنچا دیتے ہیں۔چاہے وہ کوئی آیت ہو یا کوئی حدیث، بغیر کسی دقت کے ہر ایک کی رسائی اس تک ممکن ہو گئی ہے۔خاص طور پر سوشل میڈیا پر اشاعتِ حدیث نے لوگوں کی زندگیوں پر گہرے مثبت اور منفی اثرات ڈالے ہیں۔

سوشل میڈیا پر اشاعت حدیث کے مثبت اثرات

انٹرنیٹ اور سماجی رابطوں کی ویب سائٹس سے سب ہی واقف ہیں کیونکہ یہ موجودہ دور میں ہر ایک کی لازمی ضرورت بن چکی ہیں۔ان کی بدولت حصولِ علم، تحقیق، تاثرات کا اظہار اور سماجی رابطوں کے معاملے میں نہایت آسانی پیدا ہو گئی ہے۔یہی وجہ ہے جدید دور میں سوشل میڈیا کے فوائد اور مثبت اثرات سے کوئی بھی عقلمند اور فہم رکھنے والا شخص انکار نہیں کر سکتا۔یہ مثبت اثرات صرف افراد تک ہی محدود نہیں رہتے بلکہ معاشرے پر بھی گہرا اثر چھوڑتے ہیں۔ یہی صورتحال سوشل میڈیا پر حدیث کی نشرواشاعت کے معاملے میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔کوئی بھی فرد سوشل میڈیا پر اشاعتِ حدیث کے مثبت اثرات سے ناواقف نہیں ہے کیونکہ اس نے نا صرف افراد بلکہ پورے پورے معاشرے پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔مندرجہ ذیل میں انہی مثبت اثرات کو مفصل انداز میں بیان کیا جائے گا۔

دینِ اسلام کی تبلیغ واشاعت

مذہب میں سب سے زیادہ کسی چیز کو اہمیت حاصل ہے تو وہ دین کی تبلیغ ہے۔اسلام میں بھی دین کی تبلیغ کرنے کی بہت زیادہ ترغیب دلائی گئی ہے۔اس کے لیے جو بھی ذرائع میسر ہوں ان کو دعوت و تبلیغ کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔خواہ وہ اخبار ہو، رسائل ہوں یا کوئی اور ذریعہ۔یہی وجہ ہے کہ عصرِ حاضر کے جدید ترین ذرائع ابلاغ یعنی سوشل میڈیا کو اسلام کی تبلیغ واشاعت کے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

دورِ جدید میں سوشل میڈیا کی اہمیت سے کوئی فرد بھی انکار نہیں کرسکتا۔ فی نفسہ ٹویٹر(Twitter)، انسٹاگرام(Instagram)، اسکائپ(skype)اور فیس بک(Facebook)وغیرہ پر اکاؤنٹ بنانا صرف اس مقصد کے لیے کہ اسلامی تعلیمات پر مبنی معلومات فراہم کرنے، یا لوگوں کو نیکی کی طرف مائل کیا جاسکے تو بہتر ہے۔ کوئی شخص دنیاوی علوم کو لوگوں تک پہنچانے کی غرض سے بھی اکاؤنٹ بنا سکتا ہے۔ اگر اس کے ذریعے اس کا مقصد گناہ کو فروغ دینا اور بے حیائی کو عام کرنا تو یہ فعل ناجائز اور حرام ہوگا۔1

یعنی اگر کسی کو خیر اور نیکی کے کام کی طرف راغب کرنے کے لیے ان ذرائع کو استعمال میں لایا جائے تو اس سے بہترین بات تو کوئی ہو نہیں سکتی لیکن اگر بُرے کام کے لیے اس کو ذریعہ بنایا جائے تو ایسے معاملے میں اللہ سے ڈرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے اور گناہ کے کاموں میں احتراز برتنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید میں خشیت الٰہی کا بھی حکم دیا ہے۔

قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:

"وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ"2

احادیث مبارکہ ہمارے دین کا آئینہ ہیں اور اسلام کی تعلیمات کو جاننے اور فہم حاصل کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ ان کو اگر ان کے حقیقی مقاصد اور صحیح مفاہیم کے تناظر میں پڑھا اور سمجھا جائے تو یقیناً ہم اپنے دور کے سیاسی، معاشی، اقتصادی، سماجی مسائل کو حل کرنے کے لیے صحیح رہنمائی حاصل کرسکتے ہیں۔ یہ رہنمائی ہمیں غلامی سے نجات اور روشن سوچ عطا کرے گی، لیکن اگر ان کو بیان کرنے کا مقصد صرف برکت اور ثواب حاصل کرنا، اور ان سے قلبی عقیدت ہوگا تو وہ محض یہ مقصد حاصل کرلے گا۔ اگر احادیث کے اصل مقاصد کو نہیں سمجھا جائے گا تو اس کے بغیر احادیث کے پرچار سے یقیناً ان کی افادیت انسانیت کے لیے محدود ہو کر رہ جائے گی اور نظریے کا انتشار پیدا ہوگا، جس کی وجہ سے ہر انسان کا اپنا ہی دینی نظریہ ہوگا، جس سے فرقہ واریت جنم لے گی اور دین کی تعلیمات مفقود ہو جائیں گئیں۔3

یہی وجہ ہے کہ دینِ اسلام میں حدیث کی ترویج کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے کیونکہ درحقیقت یہ احادیث ہی دینِ اسلام کے احکامات کی وضاحت کرتی ہیں اور سوشل میڈیا کے ذریعے اگر احادیث کو نشر کیا جائے تو یہ حدیث کی اشاعت کا آج کے دور میں آسان اور بہترین ذریعہ ہے۔ لیکن اس کے لیے بھی یہ بات پیشِ نظر رکھنی ضروری ہے صرف صحیح حدیث کو نشر کیا جائے تاکہ یہ ثواب کا باعث بنے نہ کہ کسی گناہ کا۔ احادیث کو عام کرنے اور رسول اللہ ﷺ کے پیغام کو آگے پہنچانے کا حکم خود آپ ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں دیا۔

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ ہے:

" حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً"4

(نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ میرا پیغام لوگوں تک پہنچاؤ! اگرچہ ایک ہی آیت ہوا۔)

اس حدیث کی پیروی کرنے کے لیے ہم مختلف احادیث کو ایک سے دوسرے تک پہنچاتے ہیں۔ خواہ وہ اخبار سے اٹھا کر ہو یا سوشل میڈیا سے اٹھا کر غرض کسی بھی غیر مستند ذریعے سے لے کر بغیر کسی تحقیق کے آگے پہنچا دیتے ہیں۔

اس حدیث میں " بَلِّغُوا "کا لفظ آیا ہے، جس کا لفظی معنی ہے "ابلاغ کرنا یا پہنچانا۔" اور اس سے مراد ہے کہ بیان کرنے والے کو:

- اس چیز کا مکمل یقین ہو کہ جو حدیث آگے پہنچائی جا رہی ہے وہ خاتم النبیین ﷺ کی بیان کردہ حدیث ہے۔
- حدیث کی صحت کا علم ہو یعنی یہ بات معلوم ہو کہ جو حدیث روایت کی گئی ہے وہ ثقہ ہے، صحیح ہے یا ضعیف ہے۔

مندرجہ بالا حدیث سے ہمیں دینِ اسلام کی تبلیغ کی اہمیت کا اندازہ ہو چکا ہے۔ اس کے لیے ہمیں اختیار بھی دیا گیا ہے کہ ہم کسی بھی ذریعہ کو استعمال کر سکتے ہیں۔ موجودہ دور چونکہ ٹیکنالوجی کا دور ہے تو ہر فرد میڈیا سے منسلک ہے بلکہ ہماری نوجوان نسل کا رجحان تو سوشل میڈیا کی طرف بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سوشل میڈیا پر حدیث کی نشر و اشاعت نے دینِ اسلام کی تبلیغ پر بہت گہرا اور مثبت اثر ڈالا ہے۔ پہلے جو دینِ اسلام کی تبلیغ کے لیے گلی محلوں، بازاروں،

مجلسوں کا رُخ کرتے تھے اب وہ سوشل میڈیا پر ہی دینِ اسلام کی تبلیغ کا فرض ادا کرتے ہیں اور پہلے جو وقت کی قلت یا سفر کی وجہ سے تبلیغ میں شریک نہیں ہو سکتے تھے وہ بھی سوشل میڈیا کے توسط سے آن لائن شریک ہو جاتے ہیں۔

ہدایت اور رہنمائی

احادیث ، دینِ اسلام کی ترجمان ہوتی ہیں اور ساتھ ہی لوگوں کی ہدایت کا باعث بھی بنتی ہیں۔ جب یہی احادیث سوشل میڈیا کے ذریعے لوگوں تک پہنچ جائیں تو وہ لوگ جو اپنی مصروفیت کی وجہ سے خود احادیث سے نابلد ہوتے ہیں، اس سے مستفید ہوتے ہیں اور ہدایت پاتے ہیں اور جب کوئی ایک فرد ہدایت حاصل کرتا ہے تو صرف وہ ہی ہدایت کے رستے پر نہیں چلتا بلکہ اس سے معاشرہ بھی سنور جاتا ہے۔۔اللہ تعالی نے بھی لوگوں کو اچھی بات کی تلقین کرنے کا حکم دیا ہے۔

جیسا کہ ارشادِ خداوندی فرماتے ہیں:

" اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۚ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ[5]

اس بات سے کوئی لاعلم نہیں کہ کسی اچھی بات (حدیث) کی نشر و اشاعت کی بدولت نہ صرف افراد پر بلکہ معاشرے پر بھی بہت اچھا اور مثبت اثر پڑتا ہے۔ جن تک یہ احادیث پہنچتیں ہیں جب یہ لوگ ان احادیث کو آگے دوسروں تک شئیر کرتے ہیں تو دوسرے بھی ہدایت حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح وہ لوگ جو سوشل میڈیا کے ذریعے احادیث کو شئیر کرتے ہیں اور لوگوں کو حق بات کی طرف بلاتے ہیں، وہ خود ہدایت بھی پاتے ہیں اور ثواب کے حق دار بھی ٹھہرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بكَ رَجُلًا واحِدًا، خَيْرٌ لكَ مِن أنْ يَكونَ لكَ حُمْرُ النَّعَمِ."[6]

('اللہ کی قسم! اگر ایک شخص بھی تمہارے ذریعہ سے ہدایت حاصل کرلے، یہ تمہارے لئے سرخ اونٹ سے زیادہ بہتر ہے۔)

بلاشبہ اس وقت سوشل میڈیا ہی وہ واحد ذریعہ ہے جہاں آپ کسی بھی وقت فوری اور مکمل طور پر رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ رہنمائی کے حصول کے لیے آپ کو کہیں بھی جانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کسی سے وقت لینے کے جھنجھٹ میں پڑنے کی فکر ہوتی ہے۔ اگر کوئی حدیث کے معاملے پر کسی عالم سے رہنمائی یا ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ بھی بلا جھجک اس سے رابطہ کر سکتا ہے بغیر کسی تیسرے فرد کو اس میں شامل کیے۔ اس ضمن میں یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ سوشل میڈیا ہدایت حاصل کرنے کا آسان ترین ذریعہ ہے اور جب فوری ہدایت اور رہنمائی اتنی آسانی سے مل جائے بغیر کسی تگ ودو کے تو اس سے معاشرہ ہدایت یافتہ ہو جاتا ہے اور اکثر معاملات درست سمت پر چل پڑتے ہیں۔

دین کی طرف رغبت

سوشل میڈیا پر حدیث کی برق رفتار نشر واشاعت کا افراد و معاشرے پر سب سے اہم مثبت اثر یہ پڑتا ہے کہ لوگ دین کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ ان کی کوشش ہوتی ہے احادیث کے ذریعے خود بھی دینی احکامات کو سمجھنے کی کوشش کریں اور دوسروں تک بھی وہ احادیث پہنچائیں تاکہ وہ بھی اس سے فائدہ اُٹھائیں۔

جب کوئی فرد سوشل میڈیا (Social Media) کا استعمال کر رہا ہوتا ہے خواہ وہ فیس بک (Facebook) کی صورت میں ہو، ٹویٹر (Twitter) یا انسٹا گرام (Instagram) میں، تو اس کے سامنے مختلف پوسٹس (posts) گزرتی رہتی ہیں جن کو اکثر صارفین پڑھتے ہیں، تو جب کوئی چیز مسلسل سامنے آتی رہے تو جیسا کہ انسان کی فطرت ہے، وہ اس کو مزید جاننے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طرح سے سوشل میڈیا پر حدیث کو نشر کرنے کی بدولت لوگ دین کی طرف راغب ہو جاتے ہیں اور کچھ فرامین نبوی ﷺ سے مانوس بھی ہو جاتے ہیں۔ خاص طور پر ہماری نوجوان نسل پر اس کا گہرا اثر پڑتا ہے کیونکہ وہ تیز رفتار زندگی کی وجہ سے دین سے دور ہو چکے ہیں، تو جب احادیث نبوی ﷺ خواہ فیس بک کے ذریعے یا ٹویٹر کے ذریعے، ان کے سامنے آتیں ہیں تو انہیں بھی اپنے اسلاف کے دین کا علم ہوتا ہے اور دین کی تعلیم حاصل کرنے کی طرف ان کی رغبت بڑھ جاتی ہے۔

سوشل میڈیا پر اشاعت حدیث کے منفی اثرات

سائنسی ترقی نے جہاں انسانوں کے لئے ان گنت آسانیاں مہیا کی ہیں وہاں ہی بہت سی خرابیوں کو بھی جنم دیا ہے۔اس کی سب سے بڑی مثال سوشل میڈیا ہے۔ اگرچہ یہ حقیقت ہم سب پر عیاں ہے کہ سوشل میڈیا نے ہماری زندگی کو بہت آسان اور سہل بنادیا ہے۔ معاشرے پر مثبت اثرات مرتب کیے ہیں لیکن اس کی وجہ سے پیدا ہونے والی مشکلات اور خرابیوں سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔

دنیا کے تمام امور میں خیر وشر کا پہلو موجود ہوتا ہے-اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم کون سا پہلو اختیار کرتے ہیں-ہم جو بھی پہلو اختیار کریں گے اس کے اثرات یقیناً دوسروں پر بھی مرتب ہوں گے-یعنی اگر کسی چیز کو صحیح اور جائز کاموں کیلئے استعمال کیا جائے جس سے انسانیت مستفید ہوتی ہو تو اس میں کوئی شک نہیں اس چیز کے فیوض و برکات بہت فائدے مند ہوں گے-یہی حال سوشل میڈیا کا ہے-سوشل میڈیا ابلاغ کا ایسا نیٹ ورک ہے جس کے بے پناہ فوائد ہیں لیکن اسی قدر اس کے نقصانات بھی ہیں،یعنی سوشل میڈیا کے تمام ذرائع دودھاری تلوار کی صورت ہیں-اس کے فوائد و ثمرات اور نقصانات ہر سطح کے افراد کے لئے یکساں نوعیت کے ہیں-7

کوئی بھی چیز بذاتِ خود بری نہیں ہوتی اس کا استعمال کرنے کا طریقہ اسے اچھا یا برا بناتا ہے۔اسی طرح سوشل میڈیا جیسے فیس بک کو بعض لوگ اچھے مقصد کے لئے بھی استعمال کر رہے ہیں۔ جیسے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو فیس بک اور واٹس اپ،اسکائپ پر آن لائن قرآن پاک پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ مختلف طرح کے دینی اور دنیاوی کورس بھی سیکھتے ہیں۔ لیکن کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کا مقصد اس کے ذریعے بے حیائی اور فحاشی کو پھیلانا یا غلط عقائد و نظریات کی ترویج کرنا ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ سوشل میڈیا کے مضر اثرات سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔اس نے نہ صرف افراد پر بلکہ پورے معاشرے پر بھی گہرے منفی اثرات چھوڑے ہیں۔

جدید ذرائع ابلاغ ، سوشل میڈیا وغیرہ کسی بھی معاشرے اور تہذیب کی جان ہوتے ہیں جو کہ کسی بھی معاشرے کو اجتماعی طور پر بگاڑنے اور سنوارنے میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔۔دیکھا گیا ہے کہ سوشل میڈیا کے ذریعہ

حدیث (چاہے ضعیف ہو یا موضوع) کی بہت زیادہ ترویج ہوتی ہے جس کے معاشرے اور لوگوں پر کچھ منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

اخلاقی اقدار کا انحطاط

موجودہ دور میں جہاں انسانوں نے اپنی سہولت اور آرام کے لیے مختلف اختراعات و ایجادات کیں ، وہی انسانوں کو برائی کی دلدل میں بھی دھکیل دیا گیا۔اخلاقیات کو زوال جس طرح دورِ جدید میں سوشل میڈیا کے ذریعہ ہوا ہے،شاید ہی کبھی کسی اور ذریعہ سے ہوا ہو۔

سوشل میڈیا کے ذریعہ کسی بھی بات کو کسی دوسرے سے منسوب کر دیا جاتا ہے بغیر یہ جانے کہ اس نے وہ بات کہی بھی ہے یا نہیں ؟اور جب وہ بات منسوب کیے گئے شخص تک پہنچتی ہے تو اس سے قبل کہ وہ اس کی تردید کرے ،وہ بات تیز رفتار ترسیل کی وجہ سے پوری دنیا میں مشہور ہو چکی ہوتی ہے۔

اسی طرح کسی قول یا فعل کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بغیر تحقیق کے منسوب کر دیا جاتا ہے بغیر اس چیز کی پرواہ کیے کہ وہ قول یا فعل رسول اللہ ﷺ نے کہا یا کیا بھی ہے یا نہیں۔سوشل میڈیا کی تیز رفتاری کی وجہ سے ایک کلک(Click)میں حدیث کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہے۔ہر فرد یہ سوچتا ہے کہ حدیث ہے تو درست ہی ہو گی اور بغیر سوچے اس کو آگے شئیر کر دیتا ہے ثواب کی نیت سے۔اس طرح اکثر جھوٹ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور بات اب یہاں تک آپہنچی ہے کہ اس قول کے ساتھ کسی مستند کتابِ حدیث یا راوی کا حوالہ بھی لکھ دیا جاتا ہے۔مطلب بات صرف کوئی چیز نشر کرنے تک محدود نہیں رہ گئی بلکہ مزید جھوٹ اور دھوکہ دیا جاتا ہے کہ یہ تو فلاں کتاب میں ہے یا فلاں راوی نے اسے بیان کیا ہے۔نشر واشاعت کے ان طور طریقوں نے ہماری اخلاقیات پر کاری ضرب لگائی ہے اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس سوشل میڈیا وار میں ہم اپنی اخلاقی اقدار کو بالکل فراموش کر چکے ہیں جو کہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں زیب نہیں دیتا۔

بلا تحقیق نشر واشاعت

سوشل میڈیا کو استعمال میں لاتے ہوئے احادیث کو بلا تحقیق شائع کر دیا جاتا ہے جو کہ معاشرے پر بہت بُرا اثر ڈالتا ہے۔ وہ افراد جو سوشل میڈیا پر بلا کسی تحقیق کے بات کو آگے پہنچا دیتے ہیں، نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ایسے افراد کو جھوٹوں سے تشبیہ دی ہے۔ آپ کی وعید میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو جھوٹی، من گھڑت باتوں کو نبی کریم ﷺ سے منسوب کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور جب ان تک کوئی حدیث پہنچتی ہے تو بغیر یہ جانے کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟ بغیر کسی تحقیق کے اس کو آگے بیان کر دیتے ہیں یا یوں کہنا چاہیے کہ سوشل میڈیا کے ذریعے آگے شئیر کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو جھوٹوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

ہر سنی ہوئی بات کو بیان کر دینے والے جھوٹے شخص کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ"8

(نبی ﷺ نے فرمایا کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو بیان کر دے۔)

مذکورہ بالا حدیث کے مفہوم سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ کوئی بھی بات کسی تحقیق کے بغیر دوسرں تک نہ پہنچائی جائے۔ انہی اصول و ضوابط کو آئمہ اسلام نے بھی اپنایا ہے۔ حدیث کے حصول کے دوران اگر انہیں کسی شخص کے متعلق جھوٹ بولنے کا علم ہوتا تو وہ اس شخص سے حدیث نہیں لیتے تھے۔ عصرِ حاضر میں ہم تصدیق کرنا گوارا نہیں کرتے، جونہی کسی کی بات سنتے ہیں، فوراً آگے لوگوں کو بیان کرنے لگ جاتے ہیں۔ کسی پوسٹ یا سٹیٹس کو آگے بڑھا دینا (فارورڈ کرنا) اسی قسم کا عمل ہے۔ بیان کردہ حدیث مبارکہ کی روشنی میں اس کام سے بچنا چاہئے۔[1] دورِ جدید میں سوشل میڈیا کے اس استعمال نے نا صرف افراد بلکہ معاشرے پر بھی بھیانک اثرات چھوڑے ہیں۔ ذرا تصور کریں ایسے افراد جھوٹوں کی صف میں داخل ہو گئے اور انہیں اس چیز کا ادراک تک نہیں۔

جھوٹ کا پرچار

اسلام سچ بولنے کی تلقین کرتا ہے۔قرآن کریم میں کئی جگہوں پر نہ صرف یہ کہ جھوٹ سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے بلکہ جھوٹ بولنے والے کو نبی ﷺ نے منافق قرار دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا اس حوالے سے ارشاد ہے:

"اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ9

اور وہ شخص جو جھوٹ بولے، نبی کریم ﷺ نے تو اسے دائرہ اسلام سے ہی خارج کر دیا ہے۔

جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

" عَنْ صَفْوَان بْنِ سُلَيْمٍ اَنَّه قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللهِ اَ يَكُوْنُ الْمُؤمِنُ جَبَاناً؟ فَقَالَ: "نَعَمْ." فَقِيْلَ لَه: اَ يَكُونُ الْمُؤمِنُ بَخِيْلاً؟ فَقَالَ: "نَعَمْ". فَقِيْلَ لَه: اَ يَكُوْنُ الْمُؤمِنُ كَذَّاباً؟ فَقَالَ: "لاَ""10

اس حدیث مبارکہ کے مفہوم سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک مسلمان کبھی جھوٹا نہیں ہوتا بلکہ ایک سچے مسلمان کی پہچان ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ سچ بولتا اور سچائی کے راستے پر چلتا ہے۔

آج سوشل میڈیا کے ذریعہ جھوٹی بات کی خوب تشہیر کی جاتی ہے۔کوئی پوچھنے والا نہیں کہ جس بات کو نشر کیا جا رہا ہے اس میں کوئی صداقت بھی ہے؟ یہاں تک کہ احادیث مبارکہ ﷺ کے معاملے میں بھی جھوٹ بولنے سے دریغ نہیں کیا جاتا۔

اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ذرائع ابلاغ کا بنیادی اور اہم مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعے عام لوگوں تک صرف سچی اور صحیح خبریں پہنچائی جائیں۔اس کے ذریعے صرف ایسی خبروں کی اشاعت کرنی چاہیے جن سے سامعین اور قارئین کے اندر نیکی کا جذبہ پیدا ہو۔اگر اسلامی نظریے سے دیکھا جائے تو رائے کے اظہار کی آزادی محض انسانی حق ہی نہیں بلکہ یہ امتِ مسلمہ کا ایک دینی فرض بھی ہے۔یہ اگر سچ پر مشتمل ہوگا تو اس کی وجہ سے معاشرے میں اچھی اقدار کو

فروغ ملے گا معاشرے مزید مضبوط ہوگا۔ معاشرہ ایک مثبت سمت میں آگے بڑھتا جائے گا اور اگر اسی ابلاغ میں کذب (جھوٹ) شامل ہوگا تو معاشرے میں ہر طرف نفرت، بے ایمانی، فریب اور پریشانی کا ماحول پیدا ہوگا۔

انبیاء کرامؑ کا سب سے بڑا فرض ابلاغ صدق رہا ہے جسے وہ اپنے اپنے دور میں نبھاتے رہے ہیں۔ قرآن مجید میں "ابلاغ" کے ساتھ ساتھ "ابلاغ مبین" کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔ ابلاغ مبین سے معاشرے کے افراد کے اقوال واعمال کی درستگی ہوتی ہے۔ دورِ جدید میں اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ سوشل میڈیا کا استعمال صحیح مقصد کے لئے کیا جائے۔ لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ سوشل میڈیا کے ذریعے سچ سے زیادہ جھوٹ کا پرچار کیا جاتا ہے۔ وہ اس اصول پر عمل کرتے ہیں کہ اتنا زیادہ جھوٹ بولا جائے کہ وہ جھوٹ سچ لگنے لگے۔ سوشل میڈیا نے معاشرے میں جھوٹ کو بے تحاشا فروغ دیا ہے۔

بلاشبہ سوشل میڈیا کی اہمیت سے کوئی شخص منکر نہیں۔ کسی فرد یا معاشرے کو سنوارنے یا بگاڑنے میں اس کا بنیادی کردار ہے۔ بذاتِ خود سوشل میڈیا اچھا ہے نہ بُرا ہے بلکہ اس کا صحیح یا غلط استعمال اس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ سوشل میڈیا پر حدیث کی جتنی چاہے اشاعت و ترسیل کی جائے لیکن اس بات کو پیشِ نظر رکھا جائے کہ صرف ایسی احادیث کو نشر کیا جائے جو کہ خیر اور ہدایت کا باعث بنیں نا کہ موضوع احادیث کو نشر کر کے جھوٹ اور فتنہ کو پروان چڑھایا جائے کیونکہ اس سے معاشرے پر بڑے بھیانک اثرات مرتب ہوں گے۔

سوشل میڈیا اور متعلقہ اداروں کی ذمہ داریاں

دورِ جدید کی تیز رفتار زندگی نے ہر ایک فرد پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں، یہ اثرات مثبت بھی ہو سکتے ہیں اور منفی بھی۔ وقت اور حالات کے ساتھ ساتھ ٹیکنالوجی میں ترقی ہوئی ہے۔ مگر اس حقیقت کو جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ بسا اوقات اس کا غلط استعمال ہوتا ہے جس سے بہت زیادہ نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ خاص طور پر دینی لحاظ سے سوشل میڈیا کے غلط استعمال جیسے خود ساختہ یا غیر مستند احادیث کی نشر واشاعت نے کئی زیادہ مشکلات کو پیدا کیا ہے۔ اب یہ سوشل میڈیا سے متعلقہ اداروں کی ذمہ داریاں ہیں کہ وہ ایسے قوانین بنائیں جن سے اس کے غلط استعمال سے بچا جاسکے اور ساتھ ساتھ

یہ ہمارے علماء کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ دینی لحاظ سے سوشل میڈیا کے غلط استعمال سے متعلق لوگوں کو آگاہ کریں ۔مندرجہ ذیل میں ناصرف سوشل میڈیا سے متعلقہ اداروں کی ذمہ داریوں کا ذکر کیا جائے گا بلکہ ہمارے علمائے کرام کی اس حوالے سے جو جو ذمہ داریاں بنتی ہیں انہیں بھی مفصل انداز میں کیا جائے گا۔ سب سے پہلے علماء کرام کی ذمہ داریوں کو سامنے لایا جائے گا جس سے پتا چلے کہ علماء کرام کے ذمہ سوشل میڈیا پر حدیث کی نشرواشاعت کے حوالے سے کون سی ذمہ داریاں ہیں۔

علمائے کرام کی ذمہ داریاں

اسلام کو ہر دور میں مختلف فتنوں اور چیلنجز کا سامنا رہا ہے۔ موجودہ دور اور آئندہ آنے والے زمانے کو بھی اس سے استثناء حاصل نہیں۔اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام دشمن عناصر ہر دور میں نت نئے حربے اسلام کو بدنام کرنے اور مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لیے اپناتے رہے ہیں اور انسان کی مادی ترقی نے دشمنانِ اسلام کے ہاتھ میں نت نئے زیادہ دور س، زیادہ طاقت ور اور زیادہ مہلک ہتھیار دے دیے ہیں۔11

فی زمانہ ان ہتھیاروں کی ایک طویل فہرست میں سوشل میڈیا ایک مہلک اور اہم ترین ہتھیاروں میں سے ایک ہے۔ لیکن یہ اب ہم پر ہے کہ ہم ان کو اپنے فائدے کے لیے کس طرح استعمال کر سکتے ہیں۔

عصر حاضر میں سوشل میڈیا کی اہمیت کو کوئی شخص بھی نہیں جھٹلا سکتا۔ سوشل میڈیا کا استعمال اگر انسانیت کے فائدے کے لیے ہو تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر اس کا استعمال لوگوں کو بدی کی طرف مائل کرنے کے لیے کیا جائے تو اسلامی نقطہ نظر سے یہ بالکل ناجائز اور حرام ہو گا۔12

اللہ تعالیٰ نے نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے اور گناہ کے کاموں میں احتزاز برتنے کا حکم دیا ہے۔

قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:

" وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ "13

علماء کسی بھی معاشرے کی اصلاح میں ریڑھ کی ہڈی ثابت ہوتے ہیں کیونکہ ان کی بات کو سُنا اور سمجھا جاتا ہے۔ خاص طور پر مذہبی لحاظ سے دیکھا جائے تو لوگ رہنمائی کی لیے ان کی طرف دیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء کرام پر لوگوں کی اصلاح کی بڑی بھاری ذمہ داری ہوتی ہے۔

سوشل میڈیا کی اہمیت باور کرانا

سوشل میڈیا پر کسی چیز کو تحریر کرنے اور کسی دوسرے تک پہنچانے کی مثال ایسی ہی ہے جیسے قلم کے ذریعے کسی چیز کو لکھنا اور اس کو دوسروں تک پہنچانا ہے اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قلم اور اس کے ذریعے لکھی جانے والے تحریر کی اہمیت واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ قلم کی اہمیت کا اندازہ پہلی وحی کے ذریعے لگایا جاسکتا ہے۔ پہلی وحی میں ہی قلم کے ذریعے علم سکھانے کی ترغیب دی گئی۔

ارشادِ خداوندی ہے:

" اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ "14

اس آیت کریمہ کے مفہوم سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسان کو قلم کے ذریعے علم سکھایا گیا۔ اگر کوئی مثبت تبدیلی لانا مقصود ہو تو قلم کے ذریعے ہی اس کو لایا جاسکتا ہے۔

ان ارشادات سے جہاں قلم اور علم کی اہمیت کا ثبوت ملتا ہے وہی یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ قلم کے استعمال کا علم خود خالقِ کائنات نے سکھایا ہے۔ جب یہ علم خود خالقِ کائنات کا سکھایا ہوا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس نے اس فن کے صحیح استعمال کی ہدایت نہ دی ہو اور اس کے غلط استعمال کے نتائج سے خبردار نہ کیا ہو۔ جہاں تک یہ بات ہے کہ الفاظ کو کس طرح تحریر کی شکل دی جائے، رسم الخط کیا اور کیسی ہو تو اس بارے میں اسلام نے ہمیں آزاد چھوڑ دیا ہے لیکن جہاں تک تحریر اور عبارت کے اخلاقی حسن وقبح کا تعلق ہے تو اس نے ہمیں یہ ضروری ہدایات دی ہیں جن پر عمل کرنا ہر کسی کے لیے لازم ہے۔ مثلاً یہ کہ قلم کو اس طرح استعمال کیا جائے کہ معاشرے میں محبت اور یگانگت پیدا ہو، خیر وصداقت

فروغ پائیں۔ اس طرح استعمال نہ کیا جائے کہ لوگوں کے اندر منافرت پیدا ہو، تعصب پھیلے، جھوٹ، بدی اور ناانصافیوں کو فروغ ملے۔15

اگر انہیں اصول وضوابط کو سوشل میڈیا کے ذریعے احادیث کی نشر واشاعت پر قیاس کیا جائے تو یہ کہنا درست ہوگا کہ جن ہدایات کی روشنی میں اسلام نے قلم کے استعمال کے اصول طے کیے ہیں وہی اصول سوشل میڈیا کے ذریعے حدیث کی اشاعت پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔ یعنی حدیث کے تحریر کرنے یا اس کو نشر کرنے کے لیے لازم ہے کہ اس کی بنیاد صداقت اور خیر کے فروغ کے لیے ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ فتنہ پرور لوگ جو حدیث کو کسی فتنے کو بڑھاوا دینے کے لیے نشر کرتے ہیں یا جھوٹی اور موضوع احادیث کی اشاعت میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں، انہیں تنبیہ کی جائے اور ان کو سمجھایا جائے۔ ایسے لوگوں کو سمجھانے کے لیے علماء کرام کا کردار بہت اہم ہوتا ہے کیونکہ یہ وہی لوگ ہیں جو قلم یا سوشل میڈیا کے درست استعمال کو خود اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں بیان کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں اور عام لوگوں کو بھی اس سے آگاہ کر سکتے ہیں۔

سوشل میڈیا کے استعمال کی ترغیب دلانا

سوشل میڈیا کے ذریعے معلومات اور نظریات کی اشاعت اور تبادلہ نہ صرف سہل اور آسان ہو گیا ہے بلکہ برق رفتار بھی ہو گیا ہے۔ ہر طرح کے لوگ اس سے منسلک ہیں۔ خواہ وہ استاد ہوں، ڈاکٹر ہوں یا انجینئر۔ غرض ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے افراد سوشل میڈیا سے وابستہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر سوشل میڈیا کو دین کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا جائے تو اس کے انفرادی و اجتماعی لحاظ سے بہت مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ اور وہ افراد جو کسی بھی جدید شے کے استعمال کے قائل نہیں ہیں تو ان کو یہ سوچنا چاہیے کہ اگر بے حیائی اور بُرے کام کے فروغ کے لیے سوشل میڈیا کو استعمال کیا جا سکتا ہے تو ایک اچھے کام کے لیے کیوں نہیں؟

سوشل میڈیا کو صیہونی سازش یا مغربی آلہ قرار دے کر اس سے کنارہ کشی کرنا، دراصل اس پورے میدان کو خالی اور نوجوان نسل کو بے یارومددگار چھوڑنے کے مترادف ہے۔ بعثت رسول ﷺ کے وقت آپ ﷺ نے اس

کے اعلان اور دعوتِ و تبلیغ کے لئے خاص طور پر صفا کی چوٹی کا انتخاب فرمایا۔آپ ﷺ نے اتفاقاً یہ انتخاب نہیں کیا تھا بلکہ آپؐ نے اہلِ مکہ کے اُسی طریقہ کار کو اختیار کیا جو ان کے ہاں رائج تھا۔اہلِ مکہ کا رواج تھا کہ انہیں جب بھی کسی نہایت اہم بات سے لوگوں کو آگاہ کرنا ہوتا تو صفا کی چوٹی پر چڑھ کر اہلِ مکہ سے مخاطب ہوتے۔صفا کی چوٹی پر ہونے والا اعلان اس بات کی نشانی ہوتا تھا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے جس کی خبر دینا ضروری ہے۔ تمام اہلِ مکہ فوراً جمع ہوتے اور ہمہ تن گوش اعلان سنتے۔گویا اہلِ مکّہ کے ہاں اخبار و واقعات اور افکار و خیالات کے پہنچانے کا یہ سب سے اہم، موٴثر، تیز اور آسان ذریعہ تھا۔16

اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ دورِ رسالت کے اس ذریعہٗ ابلاغ کو کفار کا پلیٹ فارم قرار دے کر آپ ﷺ نے اس کے استعمال سے انکار نہیں فرمایا بلکہ اسی پلیٹ فارم کو استعمال میں لاتے ہوئے اسے دعوتِ دین کا ذریعہ بنایا۔یہ وہی ذریعہ تھا جس سے کفارِ مکہ شرک کی تبلیغ کیا کرتے تھے، نبی کریم ﷺ نے اسی کو دعوتِ دین کے لیے منتخب کیا۔پھر تاریخ نے دیکھا کہ کس طرح سے لوگ گروہ در گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔اب تصور کریں کہ اگر رسول کریم ﷺ اس کو مشرکین کا پلیٹ فارم قرار دے کر چھوڑ دیتے تو کیا آپ ﷺ کی دعوت اس قدر تیزی کے ساتھ مکہ اور اس کے ارد گرد میں پہنچ پاتی؟

اس امر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے علماء کی اہم ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو سوشل میڈیا کے صحیح استعمال کی ترغیب دیں نہ کہ اس کو ترک کرنے کا کہیں، بلکہ خود بھی سوشل میڈیا کو استعمال میں لائیں اور رسول اللہ ﷺ سے منسوب احادیث کی نشر و اشاعت میں اہم کردار ادا کریں۔

دینی اصلاح کے لیے گروپس کی تشکیل کرنا

موجودہ دور میں فتنہ پرور لوگوں نے سوشل میڈیا کو فتنے کی پروان کے لیے اپنا ہتھیار بنایا ہوا ہے۔اس مقصد کے لیے انہوں نے گروپس بنائے ہوئے ہیں جن میں وہ لوگ شامل ہوتے ہیں جو ان کے عقیدے یا نظریے کی حمایت کرتے ہیں۔اور ایسے لوگ جو سادہ لوح ہوتے ہیں جب وہ ان کے عقیدے یا نظریے کو دیکھتے ہیں تو اپنے صحیح عقیدے پر

سوال اُٹھانے لگتے ہیں۔ یہ صورتحال اکثر حدیث کے معاملے میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ جب منکرینِ حدیث اپنے عقیدے کی ترویج کے لیے حجیتِ حدیث پر سوال اُٹھاتے ہیں لیکن ان کے اس پروپیگنڈے کا جواب نہیں دیا جاتا جس سے یہ فتنہ اور زیادہ پروان چڑھتا ہے۔ اسی لیے ہمارے علماء کا فرض بنتا ہے کہ وہ سوشل میڈیا پر ایسے گروپس بنائیں جن کے ذریعے فتنہ پرور لوگوں بالخصوص منکرینِ حدیث کے فتنے کے خلاف جواب دیا جاسکے۔

اس کے علاوہ سوشل میڈیا پر ایسے گروپ بنائے جائیں۔ جہاں علماء کرام اردو زبان کے علاوہ دوسری اہم زبانوں بالخصوص انگلش میں اسلام کے خلاف ہر سازش کا مدلل جواب دے سکیں۔17

ان اقدامات سے نا صرف معاشرے میں احادیث کی جلد نشر و اشاعت کے طرف رغبت بڑھے گی بلکہ حدیث کے مخالف فتنے کو کچلنے میں بھی مدد ملے گی۔

ذیل میں سوشل میڈیا سے متعلقہ اداروں پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو بیان کیا جائے گا جس سے اس بات کا ادراک ہو کہ سوشل میڈیا پر اشاعتِ حدیث کی نشر و اشاعت کے حوالے سے یہ ادارے کون کون کی ذمہ داریاں نبھا سکتے ہیں۔

سوشل میڈیا سے متعلقہ اداروں کی ذمہ داریاں

سوشل میڈیا سے متعلقہ کئی ایسے ادارے بھی اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں جو اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ سوشل میڈیا پر توہینِ مذہب، مذہبی منافرت، قانون نافذ کرنے والے اداروں جیسے انٹیلی جنس ایجنسیز، ثقافتی اور اخلاقی اقدار اور اس کے ساتھ ساتھ نظریاتی اور ثقافتی اقدار کے خلاف مواد شائع نہ ہو۔ اس حوالے سے ان اداروں کی کئی ذمہ داریاں ہیں جن کو اگر یہ اچھے طریقے سے ادا کریں تو ہمارے معاشرے میں امن و امان قائم ہو سکتا ہے۔

قوانین کا نفاذ کرنا

سوشل میڈیا کے استعمال کے لیے کئی قوانین مرتب کیے گئے ہیں خصوصاً حال ہی میں ایسے قوانین لاگو کیے گئے ہیں جس کی بدولت پاکستان پینل کوڈ کے سیکشن ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴ اور ۵۰۹ کے تحت غیر اخلاقی مواد پر پابندی عائد کی جاسکے گی اور غلط معلومات کو پھیلانے سے بھی روکا جاسکے گا۔18

قوانین تو موجود ہیں بس ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ ادارے ان قوانین پر عمل کروانے کی حتی الامکان کوشش بھی کریں۔ قوانین تو وضع کر دیئے جاتے ہیں لیکن ان پر عمل نہیں ہوتا۔ یہ ان اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسی موضوع اور ضعیف احادیث جو کہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر دی جاتی ہیں، ان کی اشاعت پر مکمل طور پر پابندی عائد کریں۔

بلا تحقیق نشر و اشاعت کی روک تھام

سوشل میڈیا سے تعلق رکھنے والے اداروں پر یہ ذمہ داری لاگو ہوتی ہے کہ وہ ایسی احادیث جو کہ مستند نہیں ہیں یا جن کے ساتھ ان کا مستند حوالہ موجود نہیں ہے ان کی نشر و اشاعت کی روک تھام میں اہم رول ادا کریں۔ ایسے گروپس اور اکاونٹس جہاں جان بوجھ کر یا انجانے میں ایسے غیر مستند مواد کی نشر و اشاعت ہو رہی ہو، ان کو بلاک کریں تاکہ اس فتنہ کو جڑ سے ختم کیا جاسکے۔

سزاؤں کا نفاذ

ایسے افراد جو سوشل میڈیا پر بلا تحقیق من گھڑت اور غیر مستند روایات کو آخر الزماں نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں، ان کو اس عمل پر سرزنش کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایسے اکاونٹس، گروپس اور افراد کے خلاف بھی سخت کاروائی کی جائے۔ بالخصوص ان افراد کے خلاف جو جان بوجھ کر من گھڑت اور موضوع احادیث کی نشر و شاعت جیسے قبیح فعل کے مرتکب ہوتے ہیں، سخت سزائیں دینی چاہیے۔

معروف عالمِ دین **"مولانا شمیم اختر ندوی"**، سوشل میڈیا کے استعمال سے متعلق کہتے ہیں:

"سوشل میڈیا (فیس بک، ٹوئٹر، واٹس ایپ وغیرہ) کے مثبت و منفی اثرات سے انسانی معاشرہ بہت زیادہ متأثر ہوا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اسکی خوبیوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے اور اس سے جنم لینے والی برائیوں کے ختم کرنے کیلئے غور وفکر کیا جائے اور مفید مشوروں سے عوام کو آگاہ کیا جائے۔"19

حاصل کلام:

قرآن کریم کی تعلیم و تدریس کے بعد سب سے افضل عمل اشتغالِ بالحدیث ہے۔ قرآن کے بعد حدیث رسول ﷺ کا مقام ہے۔

دینِ اسلام میں حدیث کی ترویج کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے کیونکہ درحقیقت یہ احادیث ہی دینِ اسلام کے احکامات کی وضاحت کرتی ہیں اور سوشل میڈیا کے ذریعے اگر احادیث کو نشر کیا جائے تو یہ حدیث کی اشاعت کا آج کے دور میں آسان اور بہترین ذریعہ ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ، سوشل میڈیا وغیرہ کسی بھی معاشرے اور تہذیب کی جان ہوتے ہیں جو کہ کسی بھی معاشرے کو اجتماعی طور پر بگاڑنے اور سنوارنے میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ سوشل میڈیا کے ذریعہ حدیث (چاہے ضعیف ہو یا موضوع) کی بہت زیادہ ترویج ہوتی ہے جس کے معاشرے اور لوگوں پر کچھ منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس سب کی روک تھام کے لیے ضروری ہے سوشل میڈیا پر صرف ایسی احادیث پھیلائی جائیں جو مستند اور صحیح ہوں۔ من گھڑت اور موضوع احادیث کو ختم کیا جائے۔ ایسی احادیث کی نشاندہی کی جائے تاکہ عوام الناس اس سے آگاہ ہو سکیں۔ اب یہ علمائے کرام اور ہمارے اداروں کا فرض ہے کہ وہ سوشل میڈیا پر موضوع احادیث کی بلا تحقیق نشر و اشاعت کو روکیں۔ اس کے ساتھ ان افراد کو جو اس قبیح عمل میں مبتلا ہیں، ان کو اس حرکت کے انفرادی و اجتماعی مضر اثرات سے آگاہ کریں تاکہ جو لوگ بھول چوک میں یا اپنے سادہ مزاج کی وجہ سے اس عمل میں کوئی کردار ادا کرتے ہیں وہ بھی اس سے کام سے باز آجائیں۔ اس سے ہمارا معاشرہ فتنے اور انتشار سے بھی محفوظ رہے گا اور ہماری اخلاقی اقدار بھی محفوظ رہیں گی۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ محمد اقبال چشتی، سوشل میڈیا: دینی تعلیم کی روشنی میں مثبت استعمال، انقلاب نیوز، ۸ جنوری ۲۰۲۱ء، تاریخ استفادہ: ۲۴ جولائی ۲۰۲۳ء

Muhammad iqbal chisti,sociāl medīā:deeni tāleem kī roshānī māīn mūsbāāt īstāmāl,inqalab news,8 january 2021,tareekh istafada:24 july 2023
https://www.inquilab.com/features/articles/social-media-use-it-positively-in-the-light-of-religious -education-23242

۲۔ المائدہ: ۲

Sūrāh-āl- Māīdāh:2

۳۔ محمد شہزاد، "سوشل میڈیا پر قرآنی آیات اور احادیث کا ابلاغ اور ہماری ذمہ داری" بصیرت افروز، ۳۱ مئی ۲۰۲۱ء، تاریخ استفادہ: ۲۸ جولائی ۲۰۲۳ء،

Muhammad shehzad, socīāl medīā pār qūrānī Ayāāt aūr Ahādees kā īblāāg āūr hāmāre zimādārī,baseerat afroz ,31 May 2021,tareekh Istafada:28 July 2023

https://baseeratafroz.pk/article/509

۴۔ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، کتاب اَحادیث الأنبیاء، باب ماذکر عن بنی إسرائیل، ح: 3461

Muhammad bin ismail bukhari,Sāhīh Būkhārī,Kitab -ūl-Hadees Al Anbiyaa, Baab Maa Zakar Un Bani Israil, Hadith:3461

۵۔ النحل: ۱۲۵

Al- Nāhl:125

۶۔ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، کِتَاب الْمَغَازِي، بَاب غَزْوَةُ خَيْبَرَ، ح: ۴۲۱۰

Muhammad bin ismail bukhari ,Sāhīh Būkhārī, Kitab Al Maghazi, Baab Ghazwa Khayber, Hadith:4210

۷۔ ڈاکٹر حافظ فیض رسول، "سوشل میڈیا کے فرد کی اخلاقی قوت اور صلاحیتوں پر مضر اثرات: سیرت طیبہ کی روشنی میں ان کا حل"، مراۃ العارفین، اکتوبر ۲۰۲۲ء، تاریخ استفادہ: ۱۵ اگست ۲۰۲۳ء

Dr.Hafiz Faiz Rasool, sociāl mediā kāy fred kī akhlāqī qūwāt āūr sālāhīton pār māzār āsrāāt:seerat taiba ki roshani main un ka hal, Marat-ul-Arifeen,October 2022,tareekh istafada:15 August 2023
https://www.mirrat.com/article/48/1231

۸۔ مہوش عباسی، "سوشل میڈیا کے مثبت اور منفی اثرات"، ہم سب نیوز، ۹ اپریل ۲۰۱۹ء، تاریخ استفاہ: ۱۲ اگست ۲۰۲۳ء

Mehwish Abbasi, socīāl mediā kāy māsbāt āūr mānfī āsrāāt",hum sab news,9 April 2019,tareekh isafada:12 August 2023 https://www.humsub.com.pk/228139/mehwish-abbasi

۹۔ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم،مقدمه، باب النهى عن الحديث بكل ما سمع

Muslim bin hajaj ,Sāhīh Mūslīm, Muqādmā, Baab Al Nahi Un Al Hadis Bi Kuli Maa sami-a,

۱۰۔ محمد اقبال چشتی،" سوشل میڈیا: دینی تعلیم کی روشنی میں مثبت استعمال کیجئے"،انقلاب،۸ جنوری ۲۰۲۱ء،تاریخِ استفادہ:۱۳اگست ۲۰۲۳ء

Muhammad Iqbal chisti, socīal medīā :dīnītāleem kī roshānī māīn māsbāt īstemāāl kijiye,inkalab,8 january 2021, tareekh istafada :13 August 2023
https://www.inquilab.com/features/articles/social-media-use-it-positively-in-the-light-of-religious -education-23242

۱۱۔ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب:علامة المنافق،ح:۳۴

Muhammad bin ismail bukhari ,Sāhīh Būkhārī, Kītab Al Imaan, Baab Alamat Al Munafiq, Hadith: 34

۱۲۔مالک،انس بن مالک،موطا،کتاب الکلام،باب: ماجاء فی الصدق والکذب،ح:۱۸۲۹

Malik, Anas Bin Malik, Moūtā, Kitab Al Kalam, Baab Maa Jaa-aa Fi Sadooq wa al Kizb. Hadith: 1829

۱۳۔ محمد انور، سید، ڈاکٹر، میڈیا،اسلام اور ہم، ایمل پبلیکیشنز،اسلام آباد،۲۰۱۶ء،ص۹

Muhammad Anwer, Syed, Daktar, Medīā īslām āūr Hūm, Aimal Publications, Islamabad, 2016,P 9

۱۴۔العلق:۴،۵

Al -Alāq:4,5

۱۵۔زینی،عبید السلام،سید،اسلامی صحافت،ادارہ معارف اسلامی، منصورہ،لاہور،۱۹۸۸ء،ص۹۱

Zaini, Ubaid Us Salam, Syed, Islāmi Sāhāfāt, Adarah Maarif e Islami, Mansoorah, Lahore,1988, P 91

۱۶۔ثناءاللہ طاہر،"دعوتِ دین اور جدید ذرائع ابلاغ"،انقلاب،۲۹اکتوبر۲۰۲۱ء،تاریخِ استفادہ:۵اگست ۲۰۲۳ء

Sana ullah Tahir , dāwāt deen āur jādid zārāi āblāāg,Inkālāb,29 October 2021,tareekh istafada:5 August 2023
https://www.inquilab.com/features/articles/invitation-to-religion-and-modern-media-31176

۱۷۔ابوالحسن رازی،"عصر حاضر میں میڈیا کا کردار اور علما کی ذمہ داریاں"،۱۱اکتوبر۲۰۱۶ء،ہم سب نیوز،تاریخِ استفادہ:۱۶اگست ۲۰۲۳ء

Abu-ul- hassan razi , āsār hāzār māin mediā kā kerdār āūr ālmā kī zāmāhdāriyā,11 October 2016,Hum sub news ,tareekh istafada:16 August 2023
https://www.humsub.com.pk/27793/abulhasan-razi /

۱۸۔ سمیرا اشرف راجپوت،"ہمارا انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا قوانین"،ڈیجیٹل ایی بلیٹن، ۲۰ ستمبر ۲۰۲۱ء،تاریخِ استفادہ:۱۵ اگست ۲۰۲۳ء

sumara ashraf rajpot" hāmārā īnternāte aur socīāl medīā qāwānīn",digital ayi blittan,20 September 2021,tareekh istafada :15 August 2023
https://hamarainternet.org

۱۹۔ ظفر صدیقی،"سوشل میڈیا کا استعمال اور اس کے مثبت و منفی اثرات"، ملت ٹائمز، ۱۸ دسمبر ۲۰۱۷ء،تاریخِ استفادہ:۶ اگست ۲۰۲۳ء

Zafer siddiqui" socīāl medīā kā īstemāāl āūr ūs kāy māsbāt we mānfi āsrāāt ,milat times 18 December 2017,tareekh istafada :6 August 2023
https://urdu.millattimes.com/archives/22458